"جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث" اور مدیر "فاران" کراچی

(حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی ۔ گوجرانوالہ)

جنوری ۱۹۵۶ء کے "فاران" میں مولانا ماہر القادری نے رسالہ "جماعت اسلامی کے نظریہ حدیث" پر ایک تنقیدی شذرہ لکھا ہے۔ آپ نے کتاب کے بعض اجزا کو پسند فرمایا جس کے لیئے ہیں ان کا شکر گذار ہوں اور بعض حصوں پر تنقید فرمائی جن کا انہیں حق تھا۔

کسی تنقیدی کتاب کے متعلق اگر اپنے ہم خیال پسندیدگی کا اظہار کریں اور مخالفین اس سے خلش محسوس کریں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کتاب اپنے مقصد میں کامیاب ہے مجھے مسرت ہے کہ اس معنٰی سے یہ کوشش بحمد اللہ خاصی کامیاب ہے۔

ماہر صاحب کی تنقید کے بعض حصے غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ چونکہ اس سے بعض غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں اس لیئے زیرِ قلم گذارشات کی ضرورت محسوس ہوئی ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

قادیانی عقیدت مندی | میں نے عرض کیا تھا کہ جماعت اسلامی میں بعض حضرات مولانا مودودی سے اسی طرح عقیدہ رکھتے ہیں جیسے قادیانی حضرات آج سے چند سال قبل مرزا محمود سے رکھتے تھے۔ (مختصراً)

ظاہر ہے کہ اس کا مقصد نہ عقائد میں تشابہ ہے اور نہ ان مزخرفات میں جو قادیانی امت کی خصوصیت ہے بلکہ اس سے مطلب اس مفرط عقیدت کی نشان دہی ہے جو جماعتوں کے عوام کو اپنی قیادت سے ہوتی ہے اور مجھے اصرار ہے کہ جماعت اسلامی اس لیڈر پرستانہ عقیدت سے مستثنیٰ نہیں۔

کوئی خوش ہو یا ناراض حقیقت یہی ہے کہ جماعت کے عوام کی اکثریت اس مرض میں مبتلا ہے اور جماعتیں اسی طرح فرقہ بن جاتی ہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس امر کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عموماً ان حضرات کی نظر میں حق و باطل کا معیار مولانا کا انداز فکر ہے۔ وہ کتاب و سنت سے زیادہ اپنے لٹریچر اور اپنی قیادت کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ دوسرے اہلِ علم کی تحقیر و تذلیل سے قطعی پرہیز نہیں کرتے لیکن مولانا پر معمولی تنقید بھی گوارا نہیں کرتے سوچنا تو بڑی بات ہے۔ نیک دلی سے تنقید کرنے والوں پر کیچڑ اچھالتے اور بدزبانی کرتے ہیں۔ اور یہ سب قادیانی خصائص ہیں۔

خود ماہر صاحب نے مجھ پر جس گھٹیا انداز سے حرف گیری کی اور جس قدر ہلکی زبان اور خفیف لب و لہجہ اختیار

کیا ہے یہ میری تائید ہے ایسے پڑھے لکھے حضرات کی زبان جب بے احتیاط ہو جائے تو عوام سے شکوہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسے حضرات کو "فالتو" شرافت کون دے۔ میں مکرر عرض کروں گا کہ المسلم مرآۃ المسلم کی روشنی میں میری گذارش پر غور کیا جائے۔ مریض اگر معالج کے ساتھ بدزبانی کرے تو اس سے مرض کو فائدہ نہیں ہوگا آپ کے عوام میں اندھی عقیدت اور جمود قوت فکر کی جگہ لے رہا ہے۔

"مثلہ" یا بدحواسی؟ مولانا ماہر کی تنقید کا سارا زور اس مقام پر ہے کہ "میں نے تفہیمات ص۲۳۵ ج۱ کی عبارت کو مثلہ کر دیا اس میں قطع و برید کی ہے" مولانا یہاں بہت تیز ہو گئے اشہب قلم ترقی پسند ادیبوں کے انداز استحقار سے بھی زیادہ پست ہو گیا ہے۔

مجھے اس اصول سے اتفاق ہے کہ کسی حوالہ میں قطع و برید اور دوسرے کے مقاصد کی تخریب واقعی علمی خیانت ہے اور دیانتداری کے منافی اعاذنا اللہ من ذالک

لیکن میں افسوس سے عرض کروں گا کہ یہاں اس کی حیثیت ایک بدحواسی سے زیادہ نہیں۔ اگر غصہ اور انتقام قوت فکر کو معطل نہ کر دیتا تو مولانا ایسے ذہین آدمی کے لئے حقیقت کو پالینا چنداں مشکل نہ تھا۔

معلوم ہے کہ تعارفی مقالات میں اساسی مباحث نہیں آسکتے۔ مولانا مودودی لکھنے میں اطناب کے عادی ہیں معمولی مباحث کو انکا قلم بلاضرورت پھیلا دیتا ہے جس کا آپ کے ہاں کے فہمیدہ حضرات کو بھی اعتراف ہے۔

مولانا نے اہلقرآن کے تیسرے گروہ کی ترجمانی تقریباً سات سطروں میں کی ہے۔ میں نے اس کا اختصار ایک فقرہ میں کیا ہے یعنی "تیسرا گروہ حیثیت رسالت اور حیثیت شخصی میں فرق کرتا ہے" پورا فقرہ مولانا کی عبارت میں کہیں نہیں اس کے بعد مولانا کی عبارت کا اقتباس لفظ "میں سمجھتا ہوں" سے شروع ہوتا ہے اس میں ایک لفظ بھی کم نہیں کیا گیا۔

کاتب صاحب نے یہ بدحواسی کی کہ میرا مختصر فقرہ مولانا کے اقتباس کے ساتھ ملا کر لکھ دیا۔ مولانا ماہر صاحب جوش انتقام میں بے تاب ہو گئے۔ سوچے بغیر اس کا نام "مثلہ" اور ایک علمی خیانت رکھ کر میری طرف منسوب فرما دیا۔ اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی عقل کو بھی سلیقے سے استعمال کی توفیق نہیں مل سکی۔ "فالتو" تو خیر تھی ہی نہیں

ایک دور افتادہ گنہگار پر اس طرح نظر عنایت اور فتووں میں یہ طغیانی "صلحا" کراچی سے اس کی امید نہ تھی یہ تو مجھے یقین ہے کہ ایک مسلمان جانتے ہوئے ایسی تہمت نہیں تراش سکتا لیکن جو لوگ دنیا میں اسلامی معاشرہ بپا کرنے کے مدعی ہوں وہ بھی جوش انتقام میں اس قدر بے بس ہو جائیں تو ہم ایسے سیاہ کار اس کے سوا کیا عرض کر سکتے ہیں ع

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند

میرے مقصد کو نہ اس اختصار سے کوئی فائدہ ہے نہ پوری عبارت سے نقصان۔ میں تیسرے گروہ کو اس عقیدہ کے ہوتے بھی گمراہ سمجھتا ہوں۔ مولانا مودودی اسے گمراہی کی حد سے ورے تھوڑی سی غلطی سمجھتے ہیں۔ میری ناقص رائے میں آج کا پرویز اور ۳۵ء کا پرویز دونوں گمراہ ہیں بلکہ ۳۵ء کا پرویز کسی قدر بیوقوف اور کم فہم (بشرطیکہ وہ مولانا کی اس ترجمانی کو قبول کرے جس کی مجھے امید نہیں)

اگر یہ شہادت مل جائے کہ پرویز صاحب ۳۵ء میں منکر حدیث نہیں تھے تو میرے معلومات میں اضافہ ہوگا کیا پرویز صاحب یہ اقرار کریں گے کہ میں اب منکر حدیث ہوں پہلے میں گمراہ نہیں تھا۔ اب گمراہ ہو چکا ہوں۔ اگر آپ یہ اقرار کرا دیں تو آپ کا ملت پر احسان ہوگا۔ میری دانست میں حافظ اسلم اور پرویز صاحب میں عقیدہ کا کوئی فرق نہیں۔ منافقین کی ایک جماعت ہے جو عوام کو خراب کرنے کیلئے الفاظ کی ہیرا پھیری کرتی رہتی ہے۔ اہل نفاق کے متعلق احتیاط ہی برتنی چاہیئے۔

چور دروازے میں نے انکار حدیث کے تدریجی ارتقا اور اس کے مختلف ادوار کا ذکر کرتے ہوئے ایسے لوگوں کا ذکر بھی کیا ہے جو حدیث کی حجیت کے منکر تو نہیں مگر ان کی منطق نوازی سے انکار کی راہیں ضرور کھلتی اور انکار کے لیئے حیلے اور بہانے پیدا ہو سکتے ہیں۔ میں نے اس میں ایسے اکابر کا بھی ذکر کیا ہے۔ جن کی علمی اور بعض ملی خدمات کا خود مجھے اعتراف ہے۔ مگر میں دیانتاً ان کو تشکیک اور چور دروازوں کی ایجاد کا ملزم سمجھتا ہوں۔ کتاب کے مبدا سے آخر تک میں نے ان حضرات کی "نصوص" اور عبارات سے واضح کیا ہے کہ میں ان اکابر کو کیوں ملزم سمجھتا ہوں۔ میں نے اسمیں اجمال اور اہمال دونوں سے کام نہیں لیا۔ اور شکر ہے کہ ان کی "بزرگی" اس صاف گوئی میں حائل نہیں ہو سکی۔ ماہر القادری صاحب کا فرض تھا میرے شبہات پر بحث کرتے اور میری غلطی کو واضح فرماتے مولانا شبلی[1] مولانا مودودی، مولانا اصلاحی کے طریقۂ تنقید و اصولِ تنقید کی صحت کو ثابت فرماتے۔ مگر مولانا نے میرے دلائل کے حصہ کو بالکل کاٹ کر الگ کر دیا۔ اگر ایسا غلطی سے ہوا ہے اور مولانا کتاب کا آخری حصہ نہیں پڑھ سکے تو اللہ تعالے

---

[1] میں نے ندوی حضرات کو بھی باستثناء مولانا سید سلیمان صاحب رحمہ اللہ تعالے ان شکلیں میں شمار کیا تھا۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کی زبانی معلوم ہوا کہ محترم مولانا ابوالحسن علی میاں کو اس کا شکوہ ہے کہ سب ہی ندویوں کو کیوں تشکیک کا ملزم گردانا گیا حالانکہ ہم لوگ تو عام اہل سنت کی طرح حدیث کو صاف طور پر حجت مانتے ہیں۔ میں مولانا علی میاں سے بصمیم قلب معافی چاہتا ہوں اور یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ جیسے حضرات کے متعلق میرا یہی خیال ہے جو آپ فرماتے ہیں لیکن لکھتے وقت وہ ندوی حضرات میرے سامنے تھے جو حدیث میں مولانا شبلی کی طرح تشکیک کے مریض ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً تصانیف و مقالات میں اس کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔

انہیں معاف فرما دے۔ اگر دانستہ ایسا کیا گیا ہے تو یہ علمی خیانت ہے "مثلہ" کرنے کا جو الزام مجھ پر لگایا گیا تھا اس کا ارتکاب خود فرمایا۔ ع

کیا کسی سے گلہ کرے کوئی

مولانا نے یہی نہیں کیا بلکہ بحث کا رخ ہی دوسری طرف پھیر دیا۔ اور یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی کہ گویا محدثین کے طریق تنقید سے بھی چور دروازے کھل سکتے ہیں اور استحقار اور استخفاف کا الزام دیا جا سکتا ہے۔ آخر میں فرمایا "نقد احادیث تو مسلمانوں کا بہت بڑا علمی اور دینی کارنامہ ہے اس کو چھپا دینا خود فن احادیث کے ساتھ ناانصافی ہے" مولانا ماہر القادری کا یہ فرمانا کہ "فن حدیث پر محدثانہ طریق تنقید کو اہل حدیث ہی چھپانا چاہتے ہیں" دیانت اور شرافت سے کتنی بڑی بے انصافی ہے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ہمیں تو شکایت ہی یہ ہے کہ آج کل کے متنورین نئے تنقیدی نظریات سے متاثر ہو کر محدثین کے کارناموں کو نظر انداز کرنا چاہتے اور انہیں ناتمام سمجھتے ہیں۔ اور لاعلمی کی وجہ سے چور دروازے کھولتے ہیں اور سنت میں تشکیک پیدا کرتے۔ افسوس ہے مولانا اصلاحی کی "مزعومہ سنت" اور مولانا مودودی اور مولانا شبلی مرحوم کی مخترعہ درایت" سے شکوک کے سوا حدیث کی کوئی خدمت ممکن نہیں ہو سکی۔ یہ بحث کے نئے زاویے ملت کے لئے بھی مصیبت ہیں اور ان حضرات کے لئے بھی۔

ذکر کا عموم حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ کا خیال ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ قرآن کی حفاظت کا ذمہ دار ہے حدیث کی حفاظت بھی اسی کے ذمہ ہے اور آیت انا نحن نزلنا الذکر میں ان دونوں کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ مولانا ماہر القادری صاحب کا خیال ہے کہ ذکر میں یہ عموم درست نہیں۔ ابن حزم کی ذاتی رائے ہے۔

یہ بحث علمی ہے۔ مولانا کو اختلاف کا حق ہے اگر سنجیدگی سے سوچا جائے تو حافظ ابن حزم کی رائے معقول اور وزنی معلوم ہوتی ہے بہ وجوہ۔

(۱) ظاہر ہے کہ جب حدیث بھی دین ہے اور قرآن عزیز بھی دین ہے۔ پھر اگر قرآن عزیز کی حفاظت کی ذمہ داری خدا تعالےٰ نے لے لی اور حدیث حفاظت سے خارج رہی تو گویا ایک حصہ کو محفوظ کر دیا گیا اور دوسرا حصہ بالکل "غیر محفوظ" رہا یعنی کچھ دین محفوظ ہو گیا کچھ غیر محفوظ، اہل قرآن کہہ دیں گے یہ حدیث تو دین ہی نہیں ورنہ اس کی حفاظت کے لئے ضمانت دی جاتی۔ کتابت حدیث کے متعلق بھی ان کے شبہ

کی یہی نوعیت ہے۔

(۲) لغت عرب کے علاوہ قرآن مجید کا خود بھی اپنا لغت ہے جس میں ذکر کا لفظ متعدد معنی میں استعمال ہوا ہے مثلاً۔

ان الذکری تنفع المومنین (۵۱ : ۵۵) کثرت ذکر الذکر الحکیم (۲۲ : ۵۸) قرآن عزیز

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۲۱ : ۷) کتب سابقہ

انزلنا الیکم ذکراً رسولاً (۱۰ : ۶۵) آنحضرت بوصف رسالت انہ لذکر لک ولقومک (۴۳ : ۴۴) شرف برتری

اٰتینا موسیٰ وھارون الفرقان وضیاء وذکراً (۲۱ : ۴۸) وحی نبوت تورات وغیرہ

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر (۲۱ : ۱۰۵) تورات

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی (۲ : ۴۰) ضد نسیان

(۳) حدیث خمسہ رضعات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ احادیث پر "قرآن" یا کتاب اللہ کے لفظ بھی استعمال فرما لیتے تھے۔

(۴) ذکر جب رسول پر بولا جائے تو رسالت کے تمام لوازم اور خصائص اسی میں شامل ہوں گے اس لئے حدیث بھی اسی میں شامل ہوگی۔

(۵) حافظ ابن حزمؒ منفرد نہیں۔ صواعق مرسلہ میں حافظ ابن قیمؒ نے ان حضرات کے دلائل کا ذکر فرمایا ہے جو حدیث کو مفید علم سمجھتے ہیں۔ اس میں ضمناً آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے قالوا فعلم ان کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الدین کلہ وحی من عند اللہ وکل وحی من عند اللہ فھو ذکر انزلہ اللہ الخ صواعق مرسلہ ج ۲ ص ۳۷۱۔ ۳۷۲

"یعنی دین سب وحی ہے اور ہر وحی ذکر منزل من اللہ ہے" اھ۔ یہ حوالہ کافی لمبا اور بہت مفید ہے میں نے اختصار کے لئے اسے "مثلہ" (بقول ماہر صاحب) کر دیا ہے۔ صواعق ملاحظہ فرمائیں حافظ ابن قیم نے فرمایا ہے کہ علی بن مدینی اور تمام اہل علم جو احادیث کو مفید علم سمجھتے ہیں وہ ابن حزم کے ہمزبان ہیں۔ اور حدیث کو ذکر میں شامل سمجھتے ہیں؎ مے خانہ سنت میں سرشاروں کی کمی نہیں ع جنید و شبلی و عطار شد مست

(۶) عن الاوزاعی عن حسان بن عطیۃ قال کان جبریل ینزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالسنۃ کما ینزل علیہ بالقرآن ویعلمہ ایاھا کما یعلمہ القرآن اھ الموافقات الموافقات شاطبی ص ۲۶ جلد ۴ ص ۳ یعنی جبریلؑ سنت بھی قرآن کی طرح نازل فرماتے اور آنحضرت صلعم

قرآن کی طرح اس کی تعلیم دیتے تھے حدیث اوتیت القرآن ومثلہ معہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جہاں تک سنت کے انتساب اور استناد کا تعلق ہے وہ قرآن ہی کی طرح ہے۔ دونوں کا منبع ایک ہی ہے۔ لیکن حفاظت کے طریقے دونوں جگہ مختلف ہیں۔ قرآن جس طرح متواتر ہے سنت اس طرح متواتر نہیں۔ اس حیثیت سے سنت کا مرتبہ واقعی قرآن کے بعد ہے۔ البتہ قرآن کی توضیح اور تفسیر میں سنت کا مقام سب سے پہلا ہے اس لئے ماہر صاحب کا یہ ارشاد بالکل درست ہے کہ "جہاں تک قرآن کی حرف بحرف محفوظیت اور اس کے لاریب فیہ ہونے کا تعلق ہے احادیث کو ٹھیک اسی درجہ میں رکھنا ناپسندیدہ غلو ہے" اگر کوئی ایسا خیال کرے اور بحمد اللہ اہل حدیث اس خیال کے نہیں —— تو اسے سختی سے روک دینا چاہیئے۔ اسی طرح جو لوگ احادیث کی صحت کو اپنی "آزاد عقل" کے معیار پر پرکھنا چاہتے ہیں۔ ان سے بھی ادباً عرض کیجئے کہ رسول کی "مزاج شناسی" کا یہ انداز درست نہیں ایاز قدر خویش بشناس!

قصۂ غرانیق حدیث غرانیق کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ محدثین کے نزدیک یہ ساقط الاعتبار ہے۔ اور جن الفاظ سے محدثین نے اسے قابل استناد سمجھا ہے اس میں کوئی خلش نہیں۔ ماہر صاحب فرماتے ہیں" یہ عجیب تضاد ہے" کیا عرض کیا جائے۔ ع

جو چاہے آپ کا "علم" کرشمہ ساز کرے

میری تو پھر بھی یہی مؤدبانہ گذارش ہے کہ حدیث غرانیق مختلف طرق اور الفاظ سے مروی ہے جن طرق میں غرانیق کا صراحۃً ذکر ہے۔ اس کے تمام طرق مرسل ہیں۔ ایک مرسل طریق کے متعلق سیوطی فرماتے ہیں مرسل صحیح الاسناد (روح المعانی ص۱۷۶ پارہ ۱۷) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابن جبیر کے سوا تمام طریق ضعیف اور منقطع ہیں بزار کا طریق متصل اور صحیح ہے۔ اور کثرۃ طرق کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ قصہ کی کچھ اصل ہے (روح المعانی ص۱۷۷ ملخصاً) درمنثور میں طرق کا استقصاء کیا گیا ہے۔ آلوسی نے اس پر مبسوط بحث کی ہے۔ صاحب فتح البیان ان تمام طرق پر غیر مطمئن ہیں۔

صحیح بخاری میں ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود سے دو اثر منقول ہیں۔ ان میں غرانیق کا ذکر اشارۃً ہے صراحۃً نہیں اس میں کوئی خلش نہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص۷۲۱) فن سے تھوڑی بہت ممارست کی وجہ سے جو تاثرات تھے۔ عرض کر دیئے گئے۔ اسے آپ کے ہاں اگر تضاد فرمایا جاتا ہے تو شوق سے فرمایئے

مشکل یہی ہے کہ آپ کے ہاں احادیث پر تنقید چھاتی کے زور سے ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں یہ رواج نہیں ہے حدیث کا احترام اور آئمہ اسلام کی محنت پر اعتماد اس "تضاد" کا موجب ہے اور رہے گا انشاء اللہ میں آپ کو اس جرأت میں معذور سمجھتا ہوں آپ کے ہاں وہ اسباب و دواعی غالباً ناپید ہیں جو اس سینہ زوری سے روک سکیں۔ یا جن سے اس فن کی عظمت قائم ہو سکتی ہے۔

معتزلہ سے تاثر میں نے عرض کیا تھا حنابلہ اور اہل حدیث، معتزلہ سے متاثر نہیں۔ باقی آئمہ کے بعض اتباع ان سے متاثر ہو گئے۔ مولانا ماہر القادری متاثرین کی وکالت فرماتے ہیں کہ اپنی "تعمق فی الدین" کی کمزوری اور دینی مسائل میں وقت نظر کی کوتاہی کو چھپانے کے لئے پھبتی چست کی گئی ہے۔ اچھا ہوا آپ نے دل کی بھڑاس نکال لی حالانکہ یہ پھبتی نہیں بلکہ حقیقت اور واقع ہے کیا زمخشری، قاضی عیسٰی بن ابان بشر مریسی حنفی نہیں ہیں لیکن ان میں بعض اعتزال کے پیشوا ہیں۔ اپنے وقت میں حضرات معتزلہ نے اہل حدیث کو حشویہ مجسمہ، غثاء اور غثر ایسے ناموں سے نوازا ہے۔ اس کا وہی مطلب ہے جو آپ نے معتزلہ کی وکالت اور حمایت میں فرمایا۔ اس وقت کے اہل حدیث امام حافظ ابن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۶ھ نے دیا۔ ابن قتیبہ (امام اسحاق بن راہویہ کے شاگرد) فرماتے ہیں قال کل فریق منھم لاھل الحدیث مثل الذی قالتہ القدریۃ والاسماء لاتقع غیر مواقعھا ولا تلزم الا اھلھا وتستحیل ان تکون الصیاقلۃ ھم الاساکفۃ والنجار ھو الحداد اھ (تاویل مختلف الحدیث لابن قتیبۃ ص۹۷) "قدریہ کی طرح سارے بدعتی فرقوں نے اہل حدیث کا کوئی نہ کوئی نام رکھا ہے"۔

ماہر صاحب! ڈینگیں مارنے کی ہمیں بحمد اللہ عادت نہیں۔ اپنی کمزوریوں کا علم ہے "تاہم جب تک ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن دقیق العید، امام احمد، ابن رجب، ابن قدامہ مقدسی، عز بن عبد السلام ایسے لوگوں کا ذکر تاریخ کے صفحات میں موجود ہے آپ ایسے تنوریں کی یہ پھبتیاں برمحل نہیں ہوں گی دنیا میں دقت نظر کا کوئی دور بتائیے جس کی امامت اہل حدیث نے نہ کی ہو۔ اعتزال، تجہم، رفض اور خروج کو شکست کہاں سے ہوئی جند ما ھنالک مھزوم من الاحزاب۔ آج جس حریت فکر پہ آپ حضرات کو ناز ہے اس کی صحیح حدود اہل حدیث ہی کو معلوم ہیں۔

قادیانی یا تصوف آمیز شاعری فقہاء اسلام کی تعریف میں مولانا مودودی نے جو غیر علمی اور

جذباتی انداز اختیار فرمایا ہے۔ میں نے اسے قادیانی شاعری سے تعبیر کیا ہے۔ ماہر صاحب فرماتے ہیں "تصوف آمیز شاعری" مناسب طنز ہے۔ مجھے یہ ترمیم منظور ہے لیکن تصوف کا شاعرانہ دور تو ساری بدعات کا منبع ہے یہ تو فر من المطر و قام تحت المیزاب کی مثال ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قادیانیت بہت بڑی شناعت ہے۔

امت کی معصومیت اجماع اور تلقی بالقبول کے سلسلہ میں میں نے بحیثیت مجموعی امت کی معصومیت کا ذکر کیا تھا۔ مولانا ماہر القادری فرماتے ہیں کہ "اہل حدیث کو ایسے علم کلام کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے" اس علمی مسکنت کا کیا علاج کیا جائے۔ کاش! مولانا جماعت اسلامی کے علماء کی طرف اس مسئلہ میں بھی رجوع فرماتے۔ اجماع کی حجیت اور اس کی تعبیر میں بے شک اختلاف ہے لیکن جو لوگ اجماع کو حجت مانتے ہیں۔ ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ امت بحیثیت مجموعی معصوم ہے یہ مسئلہ احادیث التزام جماعت اور لا تجتمع امتی علی ضلالۃ وغیرہ سے استنباط فرمایا گیا ہے۔ کشف الاسرار شرح اصول بزدوی میں ہے علی انہ ارادمالا تعصم عنہ الاحاد من سہو وخطاء وکذب و تعصم عنہ الامۃ تنزیلا لجمیع الامۃ منزلۃ النبی فی العصمۃ عن الخطاء فی الدین (ص ۹۷۹ جلد ۳) یعنی احاد امت بھول خطاء اور کذب سے معصوم نہیں لیکن امت اجتماعی طور پر آنحضرت صلعم کی طرح معصوم ہے اھ اسی طرح ص ۹۷۸ جلد ۳ میں ہے۔ نیز روضۃ الناظر لابن قدامۃ المقدسی ص ۳۴۲ جلد ۱ میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عظم شان ہذہ الامۃ وبین عصمتہا عن الخطاء اھ (ایضا ص ۳۴۷ ج ۱ ص ۳۶۴ ج ۱ وارشاد الفحول ص ۷۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی عظمت اور اس کی خطا سے عصمت کا ذکر فرمایا۔ حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔ فان العصمۃ تثبت بالنسبۃ الاجماعیۃ کما ان خبر التواتر یجوز الخطاء والکذب علی واحد واحد من المخبرین بہ فردا ولا یجوز علی المجموع والامۃ معصومۃ عن الخطاء فی روایتھا ورایہا ورؤیاھا الخ (ص ۳۷۴ جلد ۳ صواعق مرسلہ) یعنی افراد خطاء اور کذب سے محفوظ نہیں۔ لیکن اجماعی نسبت کے لئے عصمت ثابت ہے۔ امت روایت رائے اور خوابوں میں معصوم ہے اھ یہ صواعق میں بحوالہ امام ابن تیمیہؒ مرقوم ہے۔

آج کے مفکر علماء سے موسیٰ جار اللہ مرحوم بہت بلند پایہ عالم ہیں۔ اس یادداشت میں انہیں روس سے

ہجرت کرنا پڑی۔ فرماتے ہیں۔ والامۃ فی عقیدتی معصومۃ عصمۃ نبیہا وھذہ فی الیوم دعوای اھ کتاب السنۃ ص۴۷ الوشیعہ میں انہوں نے اسے زیادہ وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

جزء پر کل کا حکم نہیں ہوتا میں نے علمائے اصول کے تتبع میں اجماع کے لئے عصمت لکھا تھا۔ اس پر ماہر صاحب نے نبوت کا معارضہ کھڑا کر دیا۔ حالانکہ علما اور صلحا پر بحیثیت مجموعی "نبوت" کا معارضہ مضحکہ خیز ہے۔ آپ کے منہ سے یہ نہیں سجتا، حضرت! کسی مجموعہ کے بعض اجزاء کا کسی جگہ پایا جانا اور بات ہے اور کسی جزء پر پورے کل کا مطلقاً حکم جہل عظیم ہے۔ دیکھئے نبوت کے بعض اجزاء (بشریت، صداقت، رویائے صادقہ وغیرہ) دوسری جگہ پائے جا سکتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی پر نبوت کا اطلاق نہیں ہو سکتا اس معارضہ پر مقرر غور فرمائیے بڑا ہی مضحکہ خیز ہے ——!

اور ہاں! دستور میں سنت کے لئے جو کچھ ہوا میں اس کا مدوجزر جانتا ہوں۔ جن حضرات نے جو کوشش کی معلوم ہے، جماعت اسلامی کی مساعی بھی مخفی نہیں۔ جو کسی نے کیا ہے اس کا اجر اسے اللہ تعالےٰ سے ملے گا۔ اہل حدیث نے بھی اس سلسلے میں جو حصہ لیا ہے۔ اس کے اشتہار کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہاں "دستور" کا بزنس کبھی نہیں کیا گیا۔ ہذا والسلام

کمیاب کتابیں

صرف ایک نسخہ

الجمع العلوم (عربی)	قیمت مجلد -/-/۷۰ روپے
بدور الاہلہ من ربط المسائل بالادلہ (فارسی) فقہ حدیث میں عمدہ ترین نادر کتاب	قیمت -/-/۳۵ روپے
قیام اللیل مع قیام رمضان وقیام وتر (عربی) امام احمد بن حنبل کے شاگرد خاص امام محمد بن نصر المروزی کی تالیف	قیمت -/-/۵ روپے
تبصرۃ الناقد (عربی) مولانا محمد بشیر سہسوانی مرحوم کی نادر کتاب جو نفیس تحقیقی مباحث پر مشتمل ہے۔	قیمت -/-/۶ روپے
البصائر فی تذکیر العشائر (عربی) وعظ کی عمدہ ترین مستند کتاب مجلد اعلےٰ	قیمت -/-/۱۰ روپے

المکتبۃ السلفیۃ۔ شیش محل روڈ۔ لاہور